غفلت زیبا نہیں

حضرت حارث وحضرت منصور:

حضرت مہدی کا تذکرہ مکمل نہ ہوگا جب تک حضرت حارث اور حضرت منصور کا ذکر نہ ہو۔ ابوداؤد شریف کی حدیث ہے:

ہلال ابن عمرو سے روایت ہے میں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''ایک شخص ماوراء النہر سے چلے گا۔ اسے حارث حرّاث (کسان) کہا جاتا ہوگا۔ اس کے لشکر کے اگلے حصہ (مقدمۃ الجیش) پر مامور شخص کا نام منصور ہوگا جو آلِ محمد کے لیے (خلافت کے مسئلہ میں) راہ ہموار کرے گا یا مضبوط کرے گا جیسا کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو قریش نے ٹھکانا دیا تھا، سو ہر مسلمان پر واجب ہے کہ وہ اس لشکر کی مدد وتائید کرے، یا یہ فرمایا کہ (ہر مسلمان پر واجب ہوگا کہ وہ) اس شخص کی اطاعت کرے۔'' (ابوداؤد: 3739)

بندہ کو آج سے تقریباً سولہ سترہ سال پہلے ایک باباجی ملے۔ وہ اس غرض سے تشریف لائے تھے کہ ان کے ''حارث الحراث'' ہونے کی تصدیق کی جائے اور اس تصدیق پر دارالافتاء کی مہر ثبت کردی جائے۔ ان کا کہنا تھا کہ حدیث شریف میں جس شخص کو حارث الحراث کہا گیا ہے، آخر اس کا امکان تو ہے کہ وہ میں ہوں۔ تو آپ حضرات اس عاجزانہ تجویز پر مہر تصدیق ثبت فرمائیں تاکہ ایک اہم خلا پُر ہو۔ ان کے پاس کاغذات کا جو پلندہ تھا اس میں دنیا جہاں کے دستخط، تصدیقات اور مہریں تھیں۔ ان کے پاس موجود قسما قسم تصدیقات دیکھ کر ایسا لگتا تھا کہ انہیں مہروں کے نمونے جمع کرنے کا شوق ہے، جیسا کہ کچھ لوگوں کو ٹکٹ، سکے یا ماچس کی ڈبیا وغیرہ جمع کرکے گینز بک آف دی ورلڈ ریکارڈ میں نام لکھوانے یا اور کسی طرح کا اعزاز پانے کا شوق ہوتا ہے۔ ایسا میں اس لیے کہہ رہا ہوں کہ آج تک مہدویت کا دعویٰ کرنے والے تو بہت سے کذاب سامنے آئے۔ یہ سارے کذاب شیطان صفت ہوتے تھے یا نفس پرست، جاہ پرست اور مال پرست۔ حضرت مہدی کے ساتھی ہونے کا دعویٰ کرنے والا پہلی بار سامنے آیا تھا اور وہ تھا بھی ایسا مرنجان مرنج، بھولی بھالی اور معصوم و بےضرر شخصیت کہ اس پر غصہ کے بجائے اس سے شغل کرنے اور لطف لینے کا دل چاہتا تھا۔ بندہ نے ان سے عرض کی کہ یہ روحانی مناصب کچھ کرکے دکھانے والوں کے لیے ہیں۔ ان میں ایسا نہیں ہوتا کہ پہلے کسی کو مقدس شخصیت بنا کر ان پر فائز کردیا جائے اور پھر اس سے درخواست کی جائے کہ وہ اب ہماری تجویز اور تائید کی لاج رکھنے کے لیے نذرانے کی وصولیوں کے علاوہ بھی کچھ کرکے دکھایا کرے...... لیکن ان کا بس یہی اصرار تھا کہ پہلے کسی شخص کو (بلکہ بالتعیین انہی کو) حارث مان لیا جائے پھر بات آگے بڑھے گی۔ باباجی مزاج کے برے نہ تھے۔ بس ان کے دماغ میں کسی طرح یہ سودا سما گیا تھا۔ بندہ نے ان کو شام تک اپنے ساتھ رکھا اور جب دارالافتاء کا وقت ختم ہوگیا تو انہیں اپنے ساتھ ''فقیری تھلّے'' پر لے گیا۔ بندہ کی مسجد کے ساتھ ایک تھلّہ تھا جس کا نام یار لوگوں نے ''فقیری تھلّہ'' رکھ چھوڑا تھا۔ مغرب سے عشاء تک وہاں صرف پڑھائی ہوتی تھی اور عشاء کے بعد طعام وکلام اور فقیری نشستیں۔ یہاں ہم نے باباجی کو خوب جانچا پرکھا۔ ٹٹول ٹٹول کر دیکھا۔ دل اس پر تھا کہ اگر یہ کسی فتنے کا آغاز ہے تو ان کے پاس موجود تصدیق نامے اور کاغذات کا پلندہ غائب کردیا جائے اور اگر محض بےضرر قسم کے شخص کو ایک شوق چڑھ گیا ہے اور آگے چل کر ایسا کوئی خطرہ نہیں تو انہیں ان کے حال پر چھوڑ دیا جائے۔ خوب چھان پھٹک کے بعد یہی سامنے آیا کہ باباجی نہ تو کوئی بات اچھی طرح کرسکتے ہیں نہ تعلیم یافتہ ہیں۔ نہ دستخط اور مہروں کے نقش جمع کرنے سے آگے کا کوئی منصوبہ ہے۔ ظاہر میں جتنے معصوم نظر آتے ہیں حقیقت میں اس سے بھی زیادہ بھولے ہیں۔ اس لیے ایک دوروز مہمانی کے بعد رخصت کردیا۔ بوقت رخصتی ان کو شکوہ تھا کہ تم ساری بات کرتے ہو لیکن اپنا دستخط اور مہر نہیں دیتے۔ بتائیے! ایسا شخص بھی حارث الحراث ہوسکتا ہے جسے یہ بھی خبر نہ ہو کہ ہم ان کے پاس موجود بقیہ تصدیقی ذخیرے کو

shared by: www.alkalam.pk

غفلت زیبا نہیں

ٹھکانے لگانا چاہتے ہیں اور وہ ہم سے ہماری تصدیق نہ ملنے پر شکوہ کر رہا ہے۔

حارث اور منصور دو لقب ہیں۔ دو ذمہ داریاں ہیں۔ دو عظیم خدمات ہیں، جو یہ حضرات دین اسلام کی سربلندی کے لیے انجام دیں گے۔ جب حضرت مہدی سات علماء کے مجبور کرنے پر امارت قبول کرتے ہوئے اصلاح و جہاد پر بیعت لیں گے تو پہلے پہل انہیں دنیائے کفر سے زیادہ اپنے ان لوگوں سے خطرہ ہوگا جو غفلت، دنیا پرستی، فتنۂ مادیت میں مبتلا ہو جانے یا احادیث کی عصر حاضر پر تطبیق نہ کر سکنے کی وجہ سے انہیں اصلاحی و جہادی قائد ماننے سے انکار کر دیں گے۔ اس وقت سے پہلے حضرت مہدی کی کوئی جماعت، کوئی تحریک یا تنظیم وغیرہ کچھ نہیں ہوگی۔ ایک یکا و تنہا، غریب و مسافر شخص جس کے ساتھ چند علماء اور ان علماء کے مقلد چند جانباز ہوں گے۔ اسے غیروں کے علاوہ اپنوں کی بھی شدید مخالفت کا سامنا ہوگا۔ اس کو جس نصرت اور اعانت کی ضرورت ہوگی اس کے لیے اللہ تعالیٰ دو افراد کو توفیق دے گا کہ ایک ان کی مالی کفالت و خبرگیری کرے گا اور دوسرا ان کے لیے عسکری کمک و رسد کا انتظام کرے گا۔ پہلے کو حدیث شریف میں ''حارث'' یعنی کسان کہا گیا ہے کہ وہ زراعت وغیرہ کے ذریعے کسانوں کی طرح محنت کرے گا اور دولت کما کر حضرت کی خدمت میں پیش کر کے انفاق فی سبیل اللہ کا وہ عمل زندہ کرے گا جو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین کی پیاری سنت ہے۔ دوسرے کو ''منصور'' یعنی وہ شخص جس کی غیبی مدد کی جائے، کا علامتی نام دیا گیا ہے۔ وہ عسکری اُمور کا ماہر جو قابل اور دلیر سالار ہوگا اور حضرت مہدی کے دشمنوں کو روندتا ہوا اور حضرت مہدی کے لشکر کی راہ ہموار کرتا ہوا بڑھتا چلا جائے گا اور قدرت کی غیبی مدد کی بدولت اس کا اور اس کے ساتھ مجاہدین کا راستہ کوئی نہ روک سکے گا۔ اس کی مثال اگر سمجھنا چاہیں تو آج کے دور میں عالم کفر کو مطلوب دو اہم شخصیات میں سے ایک نے طاغوت سے برسرپیکار لشکر اسلام کی عسکری مدد کی ہے، ان کو پناہ فراہم کی ہے اور دوسرا اللہ کے لیے کمائے گئے اموال میں سے اللہ کے سپاہیوں پر اللہ کے لیے خرچ کر رہا ہے۔ حدیث شریف کا بعینہٖ مصداق یہ دو شخصیتیں ہوں یا نہ ہوں، لیکن بمطابق حدیث اس طرح کی شخصیات کی مدد کرنا اُمت کے ہر مرد و عورت پر فرض ہے۔ ان شخصیات کو تصدیقی دستخط اور مہروں سے نہیں، ان کے کارناموں اور دین کے لیے دی گئی قربانیوں سے پہچانا جاتا ہے۔

حضرت حارث و حضرت منصور یعنی جہاد بالمال اور جہاد بالنفس کے فریضے کو ادا کرنے کے لیے اپنا تن من دھن لگانے والی یہ مبارک شخصیات جو حضرت مہدی کا دست راست ہوں گی، کے علاوہ احادیث میں ان سات علماء کا تذکرہ بھی حضرت مہدی کے تذکرے کے ضمن میں آتا ہے جنہوں نے تین سو سے کچھ اوپر افراد سے دین اسلام کی خاطر جینے مرنے کی بیعت لے رکھی ہوگی اور وہ کرۂ ارض کے مختلف حصوں میں غلبۂ دین کی کوششوں کی قیادت کر رہے ہوں گے اور پھر آخر کار حضرت مہدی کی تلاش میں اپنے ساتھیوں کے ساتھ حرمین جا پہنچیں گے۔ یہ لوگ اُمت کو اپنی طرف نہیں بلائیں گے، بلکہ اسلام کی نشأۃ ثانیہ اور غلبۂ حق کے لیے اصلاح و جہاد کی دعوت دے رہے ہوں گے...... لیکن مسئلہ یہاں بھی وہی آجاتا ہے کہ ان کے ساتھ بھی وہی چل سکے گا جو اپنے دل کو غیر اللہ سے اور اپنے عمل کو شریعت کی مخالفت سے پاک صاف کر کے فدائیت و فنائیت حاصل کر چکا ہوگا۔ حضرت مہدی کے ساتھی بہت تھوڑے لیکن اصحاب بدر کی طرح بہت منتخب لوگ ہوں گے۔ ان کی قلیل ترین تعداد کو دیکھ کر ہی عام مسلمان کہیں گے کہ یہ تو دہشت گرد دیوانوں کا ٹولہ ہے۔ پوری دنیا کی فوج کے خلاف لڑ کر خودکشی کا شوق پورا کرنے چلا ہے۔ یہ تو شریعت کی سکھائی ہوئی حکمت کے خلاف چل رہا ہے۔ یہ تو خود بھی مرے گا اور ہمیں بھی ''پتھروں کے دور'' میں پہنچا کر چھوڑے گا۔

سو مہدی موعود کی اس دنیا میں تشریف آوری لاچار اور بے یار و مددگار مساکین کی اعانت کے لیے ہوگی جو بمشکل اپنی زندگی کے لاشے کو کاندھا دیے ہوئے

غفلت زیبا نہیں

ہوں گے۔ اپنے گردوپیش کی پراگندگی سے بے پروا اپنے ایمانوں کو سینوں سے لگائے نہیں جانتے کہ رہنمائی کے لیے کدھر کا رخ کریں۔ ''اللہ جسے چاہتا ہے ہدایت دیتا ہے۔'' یہ وہ حقیقت ہے جو قرآن میں بار بار دہرائی گئی ہے۔ تاریخ گواہ ہے کہ ہمیشہ دنیا کے کمزورترین ہی سب سے پہلے آگے بڑھ کر نورِ ہدایت کو سینوں سے لگاتے ہیں اور ابدی نجات پاتے ہیں۔ ہمیشہ کی طرح، یہ غریب و عاجز ہی ہیں جو حضرت مہدی سے وفاداری اور اطاعت شعاری کی بیعت کریں گے۔ بِنا ہچکچاہٹ اور بغیر کسی لالچ یا دلیل کے۔ یہ ان جذبات و احساسات کا نہایت تلاطم خیز پُر جوش ظہورِ ثانی ہوگا جو آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اولین صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم میں موجزن کردیے تھے۔ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے مروی ایک حدیث تصدیق کرتی ہے کہ حضرت مہدی بھی اُمت میں عقیدت ومحبت کے نفیس احساسات اجاگر کردیں گے۔ جس کے مقدر میں ہدایت پانا لکھا ہے وہ آپ کی پُرکشش اور دلربا شخصیت پر فریفتہ ہوجائے گا۔ عقل وعشق کے یہی دوراہے ہیں جہاں حق شناس دل شکی مزاج دماغ پر سبقت لے جاتا ہے اور فہم وفراست کسی کام نہیں آتی۔ کیونکہ علم ودانش اگر کسی کام آسکتا ہے تو ابوجہل وابولہب ایمان لانے والوں میں آگے ہوتے۔ کیونکہ وہ ایک وجیہ غیرمعمولی آدمی تھے اور اپنی فطری ذہانت اور سمجھ بوجھ کی وجہ سے عزت واحترام والے تھے، لیکن وہ حق کی طلب نہ ہونے کے باعث پڑے رہ گئے اور حبشی ورومی دنیا وآخرت کی عزت پاگئے۔ الغرض...... خلاصہ یہ کہ حضرت مہدی کے ظہور سے پہلے یہ دوشخصیات ان کے لیے راہ ہموار کررہی ہوں گی اور اسلام کی نشاۃ ثانیہ کے لیے اپنے قائد کے ساتھ مل کر وفاداری اور جانبازی کی شاندارروایات کو تازہ کرکے اسلام اور مسلمانوں کے غلبہ کی نوید ثابت ہوں گی۔

اس ضمیمے کے بعد یہ موضوع تقریباً مکمل ہوچکا ہے۔ آخر میں چند باتیں عرض کرنی ہیں:

(1) بعض حضرات کو اشکال ہے کہ یہ بحث چھیڑنے کا کیا فائدہ؟ بندہ کو بھی عرصے تک یہی تردد تھا...... لیکن اس کا جواب اس سلسلۂ مضامین کے آغاز میں عرض کیا جاچکا ہے کہ اس سے ان شاء اللہ نقصان کوئی نہیں البتہ فائدے کی اُمید ضرور ہے۔ نقصان تو ان شاء اللہ اس لیے نہیں کہ جھوٹے مدعیوں کی علامات کھول کر مکرر سہ کرر بیان کی گئی ہیں، یہ مضامین پڑھنے والے ان شاء اللہ ایسے کسی کاذب کے چکر میں نہیں آئیں گے بلکہ اس کی بیخ کنی میں کردارادا کریں گے اور افادیت کا پہلو اس طرح ہے کہ اگر حضرت مہدی کا زمانہ قریب ہی ہوا تو اُمت مسلمہ کے صالح اور فہیم افراد اس کے لیے خود کو تیار کرلیں گے، مجاہدین کی حوصلہ افزائی ہوگی، مایوس لوگوں کو تقویت ملی گی۔ اور اگر ایسا نہ ہوا تو اس تذکرے کا پہلا اور آخری مقصد اصلاح ذات اور اقامت شریعت کی جدوجہد ہے۔ اگر کوئی مسلمان اس میں لگ جاتا ہے تو چاہے وہ حضرت مہدی کا زمانہ پالے...... یا نہ پاسکے لیکن ان کے ساتھیوں کے لیے میدان ہموار کرجائے، اس سے بڑھ کر اور سعادت کیا ہوسکتی ہے؟ مولانا روم مثنوی شریف میں فرماتے ہیں کہ صوفیاء لوگوں سے کہتے ہیں: ''موت قریب ہے، تیاری کرلو۔'' فلسفی کہتا ہے: ''ساٹھ ستر سال سے پہلے مرنا نہیں، جلدی کی کیا ضرورت ہے؟'' یہ ایسا ہی ہے جیسے کوئی ہمدرد شخص کسی مسافر سے کہے: آگے راستے میں پانی نہیں، مشکیزہ ساتھ لے لو۔ دوسرا کہتا ہے: اضافی بوجھ اُٹھانے کی کیا ضرورت ہے؟ پانی آگے مل جائے گا۔ اب احتیاط کس میں ہے؟ اسی میں کہ موت کو قریب سمجھا جائے۔ پانی کا مشکیزہ ساتھ رکھ لیا جائے۔ اگر زندگی نے مہلت دی اور تازہ پانی آگے مل گیا تو اسے استعمال کرلیں گے ورنہ پیاسے تو نہ مریں گے۔ بالکل اسی طرح اگر حضرت مہدی، حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور دجال کا تذکرہ جب احادیث میں اتنے اہتمام سے کیا گیا ہے کہ سننے والوں کو لگتا تھا کہ ان کا ظہور بہت ہی قریب ہے، جبکہ ان پیش گوئیوں کو یہاں ہوئے آج چودہ سو انتیس سال ہوچکے ہیں...... تو قیامت کی علامات بعیدہ کے ظہور کے بعد ان حضرات کا اہتمام سے تذکرہ کیوں نہ کیا جائے، جبکہ علامات متوسطہ بھی ظاہر ہونے لگی ہیں اور علامات قریبہ سامنے دکھائی دے رہی ہیں۔ ان علامات

غفلت زیبا نہیں

کے تذکرے سے قبر و آخرت یاد آتی ہے، دنیا سے بے رغبتی پیدا ہوتی ہے۔ اصلاح کی فکر پیدا ہوتی ہے اور ان نیک شخصیات کی طلب سے اور ان کا ساتھ دینے کے جذبے سے ایک خاص قسم کی کیفیت اور فیض ملتا ہے جو دوسری چیزوں میں نہیں، اس لیے کہ ہر عمل، ہر سنت اور شریعت کے ہر پھول کا رنگ اور خوشبو دوسرے سے مختلف ہوتا ہے۔

(2) ہم لوگ اس وقت نہایت غلطی کرتے ہیں جب سمجھتے ہیں کہ حضرت مہدی حضرت مسیح و دجال کا تذکرہ محض رجائیت پسند ملّا کرتے ہیں۔ ہم میں سے اکثر نہیں جانتے کہ امریکی بہت مذہبی لوگ ہیں۔ وہ ہم سے زیادہ ''مسیح'' کا تذکرہ کرتے ہیں۔ متعدد یہودی شدت سے کسی نجات دہندہ کے منتظر ہیں۔ 1967ء سے پہلے وہ یہ دعا کرتے تھے: ''اے خدا! یہ سال یروشلم میں۔'' 67ء میں مسجد اقصیٰ پر قبضے کے بعد اب ان کے ہونٹوں پر یہ الفاظ ہوتے ہیں: ''اے خدا! مسیحا جلد آ جائے۔'' عیسائیوں خصوصاً امریکی و برطانوی عیسائیوں میں ''مسیح آ رہے ہیں۔'' کا نعرہ عام ہے۔ اس حوالے سے ان کا تجسس نہایت شدید ہے۔ یہودی، عیسائی اور مسلمان تینوں کسی مسیحا کے انتظار میں ہیں۔ مسلمان اور عیسائی تو حضرت مسیح علیہ السلام کے انتظار میں (جن کے ساتھ حضرت مہدی کا لشکر ہوگا) اور یہودی ''مخالف مسیح'' (Anti Christ) یعنی دجال اکبر کے انتظار میں ہیں۔ فرق صرف اتنا ہے کہ یہود اور عیسائی اس کے لیے تیاری کر رہے ہیں۔ میدان ہموار کر رہے ہیں جبکہ ان کی مذہبی پیش گوئیوں میں تحریف ہو کر کچھ کا کچھ بنا لیا گیا ہے۔ صرف مسلمانوں کے پاس سچے نبی کا سچا کلام بلا تغیر و تبدل موجود ہے لیکن وہ اس سے بے فکر ہیں، بے سدھ ہیں اور جگانے والوں پر ناراض ہیں کہ کیوں نیند خراب کرتے ہو؟ ابھی تو دِلّی بہت دور ہے۔

(3) پاکستان کے حکمرانوں نے قیام پاکستان سے آج تک اللہ تعالیٰ سے اتنی بدعہدیاں کی ہیں کہ یہ تکوینی طور پر اپنے وجود کا جواز کھو چکا ہے۔ نفاذِ اسلام کے وعدے سے انحراف اور ہمہ قسم نفاق کو فروغ دینے تک کوئی چیز ایسی نہیں جس میں کوئی کسر چھوڑی گئی ہو، لیکن یہاں کے عوام کا پُرخلوص ایمان اور دین سے بے لوث تعلق کے علاوہ کچھ کام ایسے ہیں جو اللہ تعالیٰ مخلص اور دردمند پاکستانیوں سے (اور افغانوں) سے لے گا۔ اس بنا پر یہ ملک آج تک جیسا تیسا باقی ہے اور چل رہا ہے۔ ہمیں اپنی نجات سے اور بقا کے اس واحد سہارے کے تذکرے سے غفلت کسی طرح زیبا نہیں ہے۔

آخری بات یہ کہ بندہ نے یہ سب کچھ خود سے نہیں لکھا۔ ذخیرۂ احادیث میں سے جو روایات ہمارے اکابر نے اپنی کتابوں میں لی ہیں، ان کی عصری تطبیق کی کوشش کی ہے۔ اگر یہ درست ہے تو اللہ رب العالمین کی طرف سے ہے اور اکابر کی برکات ہیں۔ بندہ تو محض ناقل ہے۔ اور اگر اس میں کوئی غلطی ہے تو بندہ کی کج فہمی ہے۔ اللہ سے توبہ اور اس کے مقبول بندوں سے اصلاح کا طالب ہوں۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو ہدایت پر استقامت اور اپنے اکابرین سے مضبوط تعلق نصیب فرمائے۔ حق کی پہچان اور اہلِ حق کی نصرت کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

اختتام۔۔۔ پہلا باب: مہدویات